اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

قادیان — غلام احمد قادیانی

نمبر رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

تار کا پتہ — الفضل قادیان

585

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر — غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی للعہ — ششماہی للعہ — سہ ماہی عہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جس کو ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۳۲ — مورخہ ۲ جون سنہ ۱۹۲۵ء یوم سہ شنبہ مطابق ۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۳ھ — جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور نے "حج بیت اللہ اور فتنہ حجاز" کے متعلق ایک مضمون رقم فرمایا ہے۔ جس کا پہلا نمبر انشاء اللہ اگلے پرچہ میں شائع ہوگا۔

خاندان نبوت۔ خاندان حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نیز خاندان حضرت نواب محمد علی خاں صاحب میں خیر و عافیت ہے

کئی روز سے سخت گرمی ہو گئی تھی۔ ۲۹ ر ۳۰ ر کی درمیانی رات کسی قدر بارش ہوئی۔ جس سے گرمی میں عارضی تخفیف ہو گئی ہے۔ ۳۱ کی رات کو سخت آندھی اور بارش ہوئی۔ بعض مکانات کی دیواریں گریں

جناب شیر بہادر خاں صاحب معہ اپنے بچوں اور دیگر اصحاب کے ڈیرہ غازی خاں سے تشریف لائے۔

جلسہ تقسیم انعامات احمدیہ ٹورنامنٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تقریر

۲۶ مئی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے ٹورنامنٹ کی کھیلوں میں اعلےٰ رہنے والے طلباء اور دیگر اصحاب کو انعامات تقسیم کرنے کے بعد حسب ذیل تقریر فرمائی۔

چونکہ میری طبیعت اچھی نہیں۔ اور میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بیٹھا ہؤا بھی مشکل سے ہوں۔ اس لئے میں بیٹھے بیٹھے دعا سے پہلے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ

ٹورنامنٹ کی سب سے مقدم غرض

یہ ہے۔ کہ جماعت کے افراد میں چستی اور چالاکی پیدا ہو۔

کیونکہ دین کو بہت بڑا تعلق جسم کے ساتھ ہے۔ میں چونکہ بیمار رہتا ہوں۔ اس لئے مجھے تندرستی کی قدر خوب معلوم ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ تندرستی میں جس قدر عبادت اور دین کا کام کر سکتا ہوں۔ بیماری میں اتنا نہیں کر سکتا۔ صحت کی حالت میں تو بارہا ایسا ہؤا ہے کہ متواتر کئی کئی دنوں تک میں رات کو صرف دو گھنٹے کے قریب سویا۔ اور دن میں بھی سونے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ اور یہ سارا وقت دینی کام میں صرف کیا گیا۔ پھر اس حالت میں یہ بھی ہوتا۔ کہ میں کام کرتے کرتے ۲ بجے رات سویا۔ اور ۴ بجے تہجد کے لئے اٹھ کھڑا ہؤا۔ مگر بیماری میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ نہ اس قدر عبادت کی جا سکتی ہے جس قدر صحت کی حالت میں کی جاتی ہے۔ اور نہ کوئی دینی کام اس حد تک کیا جا سکتا ہے۔ تو

صحت کا تعلق روحانیت سے

بہت بڑا ہے۔ اور مختلف کام انسان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان میں صحت کو بہت بڑا دخل ہے۔ مثلاً تبلیغ ہی ہے۔ [illegible] کمزور آدمی اس عمدگی سے تبلیغی سفر نہیں کر سکتا

جس عمدگی سے ایک تندرست اور اچھی صحت والا کرتا ہے۔ تندرست آدمی سخت گرمی کے ایام میں بھی جہاں ضرورت ہو۔ جاسکتا ہے۔ اور تبلیغ کرسکتا ہے۔ لیکن بیمار آدمی اپنی جگہ پر بھی تبلیغ نہیں کرسکتا۔

ایک دفعہ میں نے

رؤیاء

میں دیکھا۔ ایک شخص دوسرے پر اعتراض کرتا ہے۔ کہ وہ اتنا وقت کھیل میں صرف کرتا ہے۔ میں اعتراض کرنے والے کو سمجھاتا ہوں کہ ایک حد تک ورزش کرنا بھی عبادت میں داخل ہے۔ اور ایک وہ حد ہے۔ کہ اگر انسان نہ کرے تو گناہ گار ہوتا ہے۔ پھر میں نے بتایا۔ کہ انسان صحت کو درست رکھ کر اگر دین کا کام کرے تو جتنا وقت چاہے ورزش میں خرچ کرسکتا ہے۔ مجھے رؤیا میں آدمی تو اور نظر آئے۔ مگر شاید میں خود ہی مراد تھا۔ گو میں نے اتنی عمدگی کے ساتھ اس پر عمل نہ کیا۔ جتنا کرنا چاہیئے تھا۔

پس چونکہ صحت قائم رکھنا دین کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اس لئے میں نے اس ٹورنامنٹ کو پسند کیا۔ اور اس کا ترقی کرنا میرے لئے پسندیدہ ہے۔ مگر اس قسم کی مقابلہ کی کھیلوں سے بعض نقائص بھی پیدا ہوجاتے ہیں۔ مثلاً

بلاوجہ ضد اور تعصب

ٹورنامنٹ کمیٹی کو اس قسم کی باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور چونکہ یہ باتیں طالب علموں میں پیدا ہوسکتی ہیں۔ اس لئے میں دونوں سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کو بھی توجہ دلاتا ہوں یہ دونوں سکول

ہمارے دو بازو

ہیں۔ ہمارا ایک بازو مدرسہ احمدیہ ہے۔ جب تک ہمارے پاس مبلغ نہ ہوں۔ ہم دنیا میں تبلیغ نہیں پہنچا سکتے۔ اور ہمارا دوسرا بازو ہائی سکول ہے۔ جب تک دنیا پر ہم یہ نہ ثابت کردیں کہ ہم جہالت کی وجہ سے دین کی طرف متوجہ نہیں۔ بلکہ ہم دنیوی علوم بھی رکھتے اور ان میں دوسروں سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ اور دین کی خدمت ہم اس لئے نہیں کررہے۔ کہ دنیا کما نہیں سکتے۔ بلکہ ہم دنیا کمانے کی قابلیت رکھتے ہوئے۔ بلکہ دنیا کماتے ہوئے بھی دین کی خدمت کرسکتے ہیں۔ پس یہ دونوں سکول ہمارے بازو ہیں کیونکہ ایک اگر مذہبی تعلیم کی تکمیل کیلئے ہے۔ تو دوسرا اس اعتراض کو رد کرنے کے لئے ہے۔ کہ ہم سستی، جہالت اور نادانی سے دین کی طرف متوجہ نہیں۔ بلکہ باوجود دنیوی علوم رکھنے اور دنیا کمانے کی طاقت ہونے کے ہم دین کی طرف متوجہ ہیں۔ تو ہم ان دونوں سکولوں کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتے۔ اگر ان دونوں صیغوں میں بے جا تعصب یا ایک دوسرے کے متعلق حقارت پیدا ہوجائے۔ مدرسہ ہائی کے طلباء کو مدرسہ احمدیہ کے طلباء دنیا کمانے والے کہیں۔ یا مدرسہ ہائی کے طلباء مدرسہ احمدیہ کے طلباء کو حقیر سمجھیں۔ تو ہم کامیاب نہیں ہوسکتے۔ میرے نزدیک دونوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ

مقابلہ کی سپرٹ

پیدا کریں۔ مگر برادرانہ مقابلہ کی۔ بھائی سے بھائی کے مقابلہ کی طرح یا خاوند سے بیوی کے مقابلہ کی طرح۔ ایسا ہی مقابلہ جیسا ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عائشہ نے کیا تھا۔ آپ فرماتی ہیں۔ ایک دفعہ میں دوڑنے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے نکل گئی۔ اور ایک دفعہ آپ ؐ۔ اسی مقابلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے

مجھے افسوس ہے

کہ ہائی سکول کے طلباء نے کم انعام حاصل کئے ہیں۔ تعداد کے لحاظ سے تو شاید اتنے کم نہ ہوں۔ مگر مجموعی حیثیت سے جو انعامات ہیں۔ مثلاً فٹ بال۔ ہاکی کے ان میں مدرسہ احمدیہ کے طلباء بڑھ گئے ہیں۔ گو میں پسند کرتا ہوں کہ وہ انعامات حاصل کرتے۔ کیونکہ ان کی طرف لوگوں کی توجہ کم ہے۔ اور وہ عموماً غرباء کے بچے ہیں۔ اور میرے اپنے بچے بھی اسی سکول میں پڑھتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے مجھے تکلیف ہوئی ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہائی سکول کے استاذ آئندہ اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔

اس ٹورنامنٹ سے ہمارے مدنظر ایک یہ بات بھی ہے۔ کہ

آئندہ کیلئے لڑکوں کا کریکٹر

تیار کریں۔ جو شخص ادنےٰ سے ادنےٰ اور چھوٹی سے چھوٹی چیز میں اپنا کریکٹر تیار نہیں کرتا۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا فٹ بال یا ہاکی کھیلتے ہوئے جو طالب علم یہ سمجھتا ہے۔ کہ مجھ سے بال (گیند) نکل گیا۔ تو کیا ہوا۔ کل اگر اس کے قبضہ سے ملک بھی نکل جائیگا۔ تو اسے کچھ محسوس نہ ہوگا۔ بڑے بڑے کاموں میں بھی وہی شخص کامیاب ہوتا ہے۔ جو یہ سمجھتا ہے۔ کہ جو بھی ذمہ داری اس پر ڈالی جائے۔ اسے پورا کرنا اس کا فرض ہے۔ اگر کوئی بال اس سے مس ہوجاتا ہے جسے وہ کیچ نہیں کرسکتا۔ لیکن وہ آئندہ زیادہ چستی سے کام نہیں لیتا۔ تو اپنی زندگی تباہ کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ کسی بڑی ناکامی کا بھی اس پر کچھ اثر نہ ہوگا۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ کھیلوں میں مقابلہ کرتے وقت ایک دوسرے سے بغض اور حسد پیدا ہو۔ مگر یہ ضرور کہتا ہوں۔ کہ اپنی

ذمہ داری کا پورا پورا احساس

ہو۔ جس کام پر کسی کو مقرر کیا جائے۔ اس کے متعلق کسی قسم کی تکلیف کا احساس نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نہ اسے معمولی بات سمجھنا چاہیئے۔ اس کے متعلق اسی طرح احساس ہونا چاہیئے جس طرح کسی ملک کو فتح کرنے کے متعلق ہوتا ہے۔ اگر تم اس طرح کروگے۔ تو نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنی قوم اور دین کے لئے بھی مفید ثابت ہوگے۔

اسکے بعد میں دعا کرکے مجلس کو برخاست کرتا ہوں۔ کیونکہ میں زیادہ نہیں بیٹھ سکتا۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نتیجہ

امسال تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ۲۳ طالب علم انٹرنس کے امتحان میں شریک ہوئے تھے۔ جن میں سے حسب ذیل طالب علم کامیاب ہوئے ہیں:-

۱۔ عبد الغفور صاحب
۲۔ محمد نواز صاحب
۳۔ شیخ مظفر علی صاحب
۴۔ کریم الدین صاحب
۵۔ محمد خاں صاحب
۶۔ عبد الرحمٰن صاحب [illegible]
۷۔ عبد الرحمٰن صاحب سیالکوٹی
۸۔ دیوی داس صاحب
۹۔ عبد العزیز صاحب
۱۰۔ محمد امین صاحب
۱۱۔ چوہدری محمد شریف صاحب اوّل
۱۲۔ محمد شریف صاحب دوم
۱۳۔ عظمت اللہ صاحب
۱۴۔ شیخ محمد یعقوب صاحب

اعلانات نظارت دعوۃ و تبلیغ

(۱) حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے جناب مولوی عبید اللہ صاحب بسمل کو جو عرصہ سے علاقہ بھوپال میں ہیں۔ اس علاقہ کے لئے یکم اپریل ۱۹۲۵ء سے مبلغ مقرر فرمایا ہے۔ علاقہ بھوپال کے احمدی احباب مطلع رہیں۔ اور مولوی صاحب کو ہر قسم کی مدد دیکر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۲) مولوی ظل الرحمٰن صاحب مولوی فاضل علاقہ

(بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ)

الفضل

یوم سہ شنبہ - قادیان دار الامان - ۲ر جون ۱۹۲۵ء

کیا اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے؟

نمبر ۲

(حضرت مولٰنا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے کے قلم سے)

کابل کے ظالم ملاؤں نے اسلام پر جو حربہ چلایا ہے۔ اس کی ایک حد تک تلافی ہو جاتی۔ اگر بیرونی اسلامی دنیا اس کے خلاف ایک متفقہ آواز اٹھا کر اس کو ایک ظالمانہ اور وحشیانہ فعل قرار دیتی اور علی الاعلان اس سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتی اور اسے اسلامی شریعت کی ہتک کرنے والا فعل قرار دیتی۔ مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔ بلکہ برخلاف اس کے علماء کے طائفہ نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گدی پر جلوہ افروز ہونے کا دعویدار ہے۔ اور اپنے تئیں شریعت اسلام کا وارث ٹھہرا کر اتراتا ہے۔ کابل کے اصحاب حل وعقد کی اس مجرمانہ کارروائی پر اظہار خوشنودی و مسرت کرتے ہوئے امیر کابل کو تہنیت کے تار دیئے۔ اور لکھا کہ آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے ایک احمدی کو سنگسار کر کے شریعت اسلام کے احکام پر پورا پورا عمل کیا ہے۔ اور دنیا کے سامنے ایک نہایت ہی قابل تحسین نمونہ پیش کیا ہے۔

کیا یہ رونے کا مقام نہیں۔ وہ لوگ جو اپنے تئیں دنیا کے ہادی کہلاتے ہیں۔ اور شریعت اسلام کے رازدار۔ ان کی حالت ایسی بگڑ گئی ہے۔ کہ ایک ایسے شخص کو سنگسار کیا جاتا ہے۔ جو تمام ارکان اسلام پر صدق دل سے ایمان لاتا اور زبان سے اقرار کرتا ہے۔ اور مولوی صاحبان خوشی کے مارے بغلیں بجاتے ہیں۔ اسلام کے گھر میں ماتم ہے۔ کہ آج جب کہ ہر ایک مذہب کے پیرو ادیان عالم کی نمائش گاہ میں اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں اور حسن پیش کر رہے ہیں۔ "علماء عظام" اپنے دین کو جو سب دینوں سے زیادہ حسین اور خوبرو ہے۔ اور جس کے مقابل دیگر ادیان کو وہ حیثیت کبھی حاصل نہیں۔ جو آفتاب عالمتاب کے سامنے کرم شب تاب کو حاصل ہے ایک خونی لباس پہنا کر نہایت ہی ڈراؤنی اور مہیب شکل میں دنیا کے آگے پیش کر رہے ہیں۔ اور اس طرح اسلام جیسے پاک اور مقدس مذہب کو تمام عقلمندوں کی نظر میں ذلیل اور حقیر کر رہے ہیں۔ مگر ان بزرگوں کو اسلام کی نیکنامی یا بدنامی سے کوئی سروکار نہیں۔ ان کو بنی اسرائیل کے فریسیوں اور فقیہوں کی طرح یہی خوشی ہے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے شاگرد سنگسار کئے جا رہے ہیں آسمان کے فرشتے آنسو بہا رہے ہیں۔ مگر "علماء کرام" قہقہے مار رہے ہیں۔ اور زبان حال سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی تصدیق کر رہے ہیں۔ کہ ایک زمانہ آئے گا جب کہ سطح زمین پر بدترین لوگ علماء ہونگے (علماءھم شر من تحت ادیم السماء مشکوٰۃ۔ باب العلم)۔

غرض علماء ہند نے علماء کابل کی کارروائی پر صاد کر کے اور امیر کابل کو نعمت اللہ خاں رضی اللہ عنہ کے قتل پر مبارکباد دے کر دنیا کی بدظنی کو اور بھی پختہ کر دیا ہے۔ اور مخالفین کو یقین دلا دیا ہے۔ کہ واقعی اسلام کی یہی تعلیم ہے۔ کہ تلوار سے لوگوں کو اسلام میں داخل کیا جائے۔ اور تلوار ہی کے زور سے انہیں اسلام میں رکھا جائے۔ اور اگر کوئی بدقسمت اسلام کو ترک کرنا چاہے۔ تو اس کے سر کو اس کے تن سے جدا کر دیا جائے۔

لیکن میں نہایت ہی افسوس اور رنج کے ساتھ کہتا ہوں۔ اگر بات صرف علماء تک ہی محدود رہتی۔ اور باقی تمام اسلامی دنیا ریاست کابل کی اس وحشیانہ حرکت سے یکزبان ہو کر اپنی بیزاری کا اعلان کرتی۔ اس کے اس فعل کو قرآن شریف کی پاک اور مقدس تعلیم کے خلاف قرار دیتی اور علماء ہند و افغانستان کی سنگدلی اور کور باطنی اور جوش تعصب پر اظہار نفرت کرتی۔ تب بھی ان بزرگوں کی نخوداانہ حرکت سے جو بڑا اثر بیرونی دنیا پر پڑا تھا۔ وہ ایک حد تک زائل ہو سکتا تھا۔ کیونکہ ہمارے علماء اپنی ہی کارروائیوں سے اپنا وقار کھو چکے۔ اور اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں میں ذلیل کر چکے ہیں۔ اور دنیا تجربہ سے دیکھ چکی ہے۔ کہ یہ ہمیشہ ایسی راہ اختیار کرتے ہیں۔ جو اسلام کو بدنام کرنے والی ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ طائفہ علماء اسلام کی روح اور مغز سے بالکل بے بہرہ ہے۔ اور ان کا بڑا کام یہ رہ گیا ہے۔ کہ ایک فرقہ کے علماء دوسرے فرقہ کو کافر اور ملحد قرار دیں۔ ان کی مسجدیں فتوی کفر کی ٹکسال بنی ہوئی ہیں۔ جس میں ہر روز تازہ بتازہ اور نو بنو کفر کے فتوے گھڑے جاتے ہیں۔

یہ اپنے تئیں حاملان شریعت کہتے ہیں۔ مگر ان کی مثال بالکل وہی ہے۔ جو سورہ جمعہ میں حاملان تورات کی بیان کی گئی ہے۔ اور جو درحقیقت ہمارے زمانہ کے "علماء کرام" کا ہی نقشہ ہے۔ جو قرآن شریف میں بطور پیشگوئی وحی الٰہی کے قلم نے کھینچا ہے۔ اور ان علماء کی یہ حیثیت صرف مسلمانوں پر ہی عام طور پر ظاہر نہیں ہو چکی۔ بلکہ دوسرے مذاہب کے پیرو بھی اس سے خوب واقف ہو چکے ہیں۔ چنانچہ جن دنوں ملکانہ کے علاقہ میں شدھی کی گرم بازاری تھی۔ مجھے لاہور کے ایک سناتن دھرمی ہندو اخبار کے ایڈیٹر سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے ان سے پوچھا۔ سناتن دھرمی پنڈت تو پہلے اس بات کے سخت مخالف تھے۔ کہ کسی غیر مذہب والے کو اپنے اندر داخل کر کے اپنے ساتھ کھان پان میں ساجھی بنا لیں۔ مگر اب میں نے سنا ہے۔ کہ بعض پنڈت شدھی کے جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ اس نے جواب دیا یہی حال آپ کے علماء کا ہے۔ آج ایک فتوے دے رہے ہیں۔ اور اس کی تائید میں قرآن شریف کی آیات اور احادیث نبوی کے فقرات نقل کر رہے ہیں۔ لیکن دوسرے دن اس کے بالکل الٹ فتویٰ جاری کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کی تائید میں بھی قرآن شریف اور حدیث کو پیش کیا جاتا ہے۔

پس علماء نہ صرف مسلمانوں کے سمجھ دار اور تعلیم یافتہ طبقہ میں اپنی قدر و منزلت کھو چکے ہیں۔ بلکہ غیر مذاہب کے لوگ بھی ان کی حیثیت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اس لئے اگر مسلمانوں کا سمجھدار طبقہ اس ظلم عظیم کے خلاف جو کابل میں وقوع میں آیا۔ اور جس کے متعلق جواز کا فتوے اسلام کی پاک تعلیم پر ایک نہایت ہی شرمناک حملہ ہے۔ ایک متفقہ آواز بلند کرتا۔ اور نہایت سختی کے ساتھ اس سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتا۔ اور علماء کے فتوے کو جو صریح اور بدیہی طور پر قرآن شریف کی پاکیزہ اور مطہر تعلیم کے خلاف ہے ناجائز قرار دیتا۔ تو اس وحشیانہ خونریزی سے جو بڑا اثر غیر مذاہب کے پیرؤوں کے دلوں پر اسلام کی نسبت پڑا ہے۔ اس کی بڑی حد تک اصلاح ہو جاتی۔ اور علماء کے اس فتوے کو وہی عزت دی جاتی۔ جو ان کے دوسرے فتاویٰ تکفیر کو دنیا کی نظر میں آج کل حاصل ہے۔ اور ان کی اس کارروائی کو ان کے مذہبی جنون اور اندھے جوش کی طرف منسوب کیا جاتا۔

اور اس طرح اسلام کے دامن کو اس الزام سے پاک سمجھا جاتا۔ لیکن افسوس کہ اس ظلم عظیم کے خلاف جس زور سے دنیائے اسلام کو اپنی آواز اٹھانی چاہیئے تھی۔ اور جس یکزبانی کے ساتھ اسلام کو ریاست کابل کے اس ناپاک فعل سے بری ٹھہرانا چاہیئے تھا۔ ایسا نہیں ہوا۔ ہاں یہ سچ ہے۔ کہ مسلمانوں کے سمجھدار طبقہ نے گورنمنٹ کابل کے اس فعل کو سخت کراہت کی نظر سے دیکھا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ اہالیان مملکت کابل کی یہ کارروائی اسلام کو بدنام کرنے والی ہے۔ علماء کرام کے فتوے قرآن شریف کی مقدس تعلیم پر ایک بدنما دھبہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ علماء کرام اسلام کے دوست نہیں۔ بلکہ دشمن ہیں۔ اور وہ اس تمام کارروائی سے دل میں شرمندہ ہیں۔ ان میں سے بعض نے علی الاعلان کابل کے حادثہ عظیمہ کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے اس بات کا بھی اقرار کیا ہے۔ کہ جس ملک میں رعایا کو مذہبی آزادی حاصل نہیں۔ اور جہاں لوگ مذہبی اختلاف کی وجہ سے قتل کئے جاتے ہیں۔ وہ درحقیقت ایک وحشی ملک ہے۔ جو اسلام کے لئے جائے ننگ و عار ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک جناب سید رضا علی خاں صاحب ہیں۔ جن کا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں صدر جلسہ کی حیثیت سے اپنی صدارتی تقریر میں نعمت اللہ خان کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے ریاست کابل کے اس فعل کو غیر مہذبانہ قرار دیا۔ اور افغانستان میں مذہبی آزادی کے فقدان پر رنج والم کا اظہار کیا۔ جزاہ اللہ خیرا۔ بعض کے اسلامی جوش نے ان کو مجبور کیا۔ کہ وہ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھیں۔ انہوں نے جب دیکھا۔ کہ اسلام ان مولوی صاحبان کے ہاتھوں بدنام ہو رہا ہے۔ اور وہ دین جو سب مذاہب سے اپنی ہر ایک شان میں اعلےٰ اور برتر تھا۔ اسے اسلام کے دوست نما دشمن دنیا کی نظر میں ایک ذلیل اور حقیر اور قابل نفرت مذہب کے رنگ میں پیش کر رہے ہیں۔ تو ان کی اسلامی غیرت جوش میں آئی۔ اور انہوں نے محض اسلام کی برئیت اور حمایت کے لئے قلم اٹھایا۔ اور بدلائل اس بات کو ثابت کیا۔ کہ مولوی صاحبان کا یہ بیان کہ اسلام مرتد کے قتل کا حکم دیتا ہے۔ اسلام کی تعلیم کے خلاف اور اسلام کو بدنام کرنے والا ہے۔ ان میں سے خاص طور پر قابل ذکر مولوی محمد علی صاحب بی۔ اے ایڈیٹر کامریڈ اور ہمدرد دہلی ہیں۔ جن کے متعلق ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں اور۔۔۔ کو اخلاص اور ہمدردی اسلام اور دینی غیرت کا نیک بدلہ عطا فرماوے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

خواجہ حسن نظامی صاحب پہ "اسلامی دُرّہ"

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب نے بقول آریہ اخبار پرکاش (۱۰ مئی) ایڈیٹر صاحب اخبار "تنظیم" مالک اخبار "زمیندار" اور ایڈیٹر صاحب اخبار سیاست کو اپنی سرکار سے امسال اس لئے خطاب دیئے تھے۔ کہ یہ تینوں خطاب یافتگان جن کے ہاتھوں میں اخبارات کے زبردست ہتھیار ہیں۔ خطابی الفاظ کی رشوت لیکر نظامی چالوں کی پردہ دری سے خموشی اختیار کئے رکھیں۔ ایڈیٹر صاحب "تنظیم" اور مالک "زمیندار" نے تو ان خطابوں کے متعلق کسی قسم کی رائے کا اظہار نہیں کیا۔ البتہ ایڈیٹر صاحب سیاست نے صفائی کے ساتھ اس بارے میں لکھا ہے:۔

"اپنی دوکان چمکانے کے لئے خواجہ حسن نظامی کی ایک عادت سیہ یہ ہے۔ کہ آپ ہر سال مسلمانوں کو خطابات مرحمت فرمایا کرتے ہیں۔ امسال آپ نے مدیر سیاست کو "اسلامی دُرّہ" کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔ فلسفہ نفسیات کے ماہرین بتلاتے ہیں۔ کہ انسان کے منہ سے جو لفظ نکلتا ہے۔ اس میں تاثرات سابقہ کو بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔ ہمیں یاد ہے۔ کہ جب ہم دہلی میں خواجہ صاحب سے ملاقی ہوئے۔ تو ہم نے قدرے استعجاب سے استفسار کیا تھا۔ کہ جناب کو لوگ صوفی یا پیر کیوں تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم کو تو بظاہر کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی۔ جس سے یہ سمجھا جا سکے۔ کہ حضرت واقعی صوفی ہیں۔ جواب میں آپ نے فرمایا۔ میں تو محض ایک دوکاندار ہوں۔ لوگ خواہ مخواہ مجھ کو صوفی سمجھ بیٹھے ہیں۔ ہمارے خیال میں ہمارے سوال نے خواجہ صاحب پر دُرّہ کا اثر کیا ہوگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ نے ہم کو "اسلامی دُرّہ" کا خطاب دیا ہے۔ اگر خواجہ صاحب صوفی ہی بنے رہے۔ اور آپ نے مسلمانوں پر واضح نہ کر دیا۔ کہ آپ صرف ایک دوکاندار ہیں۔ دگر ہیچ۔ تو ہم انشاء اللہ دُرّہ بن کر خواجہ صاحب کی وقتاً فوقتاً ضرور خبر لیتے رہیں گے"۔ (سیاست ۲۲ مئی)

امید ہے۔ جہاں معاصر سیاست اپنے اس قول کو فعل میں لانے کی کوشش کرتا رہے گا۔ وہاں جناب خواجہ صاحب بھی خود ساختہ اسلامی دُرّہ سے پٹنے پر لذت محسوس کرتے رہیں گے۔

دیوبند میں ارتداد

آگرہ کا آریہ مسافر (۲۶ مئی ۱۹۲۵ء) رقمطراز ہے۔ کہ دیوبند میں ایک شخص کو جو نومسلم تھا شدھ کیا گیا ہے۔

یہ خبر بھی دوسرے مقامات کی خبروں کی طرح سمجھی جاتی اگر اس جگہ سے تعلق نہ رکھتی۔ جہاں کے طائفہ مولویاں کی طرف سے یہ اعلان ہو چکا ہے۔ کہ اسلام سے مرتد ہونے والے کی سزا قتل اور سنگساری کے سوا کچھ نہیں ہے۔ مگر حیرت ہے۔ یہ فتویٰ دینے والوں کے گھر میں ایک شخص علی الاعلان مرتد ہوتا ہے۔ آریہ اس کی خوشی میں جلسہ کرکے پرشاد تقسیم کرتے ہیں۔ لیکن دیوبندی مولوی اپنے حجروں میں گھسے رہتے ہیں۔ سنگسار کرنا تو الگ رہا۔ زبان بھی نہیں ہلا سکتے۔ گویا دیوبندیوں کے پاس سنگساری کے فتوے صرف احمدیوں کے لئے ہیں۔

مسلمانوں کے لاوارث اور یتیم بچے

جناب مولوی راشد الخیری صاحب دہلوی مہتمم تربیت گاہ بنات کوچہ چیلاں دہلی نے ایک نہایت ہی دردناک واقعہ اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں:۔

"ایک غیر مسلم جماعت کے مسلمان متعلقین نے مجھ کو اطلاع دی۔ کہ دو مسلمان یتیم بچیاں مرتد ہو رہی ہیں۔ پتہ پوچھکر گھر پہونچا۔ تو معلوم ہوا ابھی لڑکیاں موجود ہیں۔ مگر ارتداد کی تحریک شروع ہو گئی ہے اور تمام کارروائی نہایت خفیہ طور پر ہو رہی ہے۔

یہ دونوں بچیاں اس بے مثل خاندان کی نام لیوا ہیں۔ جس نے تمام ہندوستان میں علم و فضل کا ڈنکا بجا دیا۔ جس نے ایک دو نہیں پانچ چھ پشتوں تک ایسے جید عالم پیش کئے ہیں۔ جن کی روشنی اس وقت بھی ملک کو منور کر رہی ہے۔ خدا کی قدرت ہے عذر نے اس خاندان پر جس نے لاکھوں مسلمان کر دیئے یہ وقت ڈالا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بچیوں کی بڑھیا نانی نے جو غالباً نابینا ہے۔ جس وقت اپنی داستان مصیبت سنائی۔ تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ کہتی تھی۔ آج ہفتہ عشرہ سے یہ بچیاں ننگے پاؤں پھر رہی ہیں کھانا اور کپڑا تو درکنار ہمارے بیٹھنے ہی کو ٹھکانا نصیب نہیں ہے مجبوراً یہ فیصلہ کیا۔ کہ ان لڑکیوں کو کسی کے حوالہ کر دیں۔ کہ فاقہ سے تو بچینگی"۔

یہ تو ایک ایسا واقعہ ہے۔ جس کی بر وقت اطلاع ہو گئی۔ اور جناب راشد الخیری صاحب نے ان لڑکیوں کو تربیت گاہ بنات میں داخل کرکے غیر مسلموں کے قبضہ میں جانے سے بچا لیا۔ ورنہ آریہ اور عیسائی جو ہر جگہ اس تاک میں لگے رہتے ہیں۔ کہ نادار اور مصیبت زدہ مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنے قبضہ میں لائیں مسلمانوں کے بیسیوں بچوں کو اپنے جال میں پھنساتے رہتے ہیں۔

اب خیال کرو وہ قوم جو ایک طرف تو غیر مسلموں کو مسلمان بنانے سے اس قدر غافل ہو۔ کہ جو لوگ یہ فرض ادا کرتے ہوں انہیں بھی اسلام سے خارج قرار دے۔ اور دوسری طرف اسکے بچوں پر اغیار کا قبضہ و تصرف ہوتا جا رہا ہو۔ کس طرح زندہ رہ سکتی

چودہویں صدی کے مولوی

اگرچہ چودہویں صدی کے "مولویوں" کی ہندوستان میں کمی نہیں۔ اور وہ اپنے "فرضِ کفر بازی" سے غافل بھی نہیں۔ لیکن ان کی سرگرمیوں کو کافی نہ سمجھکر جناب ظفر علی خان صاحب نے خود مولوی بننے کی ضرورت محسوس کی۔ اور احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہوئے قابل سنگساری قرار دینے میں اپنی ساری طاقت اور قوت صرف کر دی۔ حتیٰ کہ بزعم خود یہ ثابت کر دیا۔ کہ اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر علماء کرام کے عقائد سے کچھ اختلاف رکھتا ہو۔ تو اسکی کم از کم سزا" اسلام نے سنگساری رکھی ہے۔

اسلام کی طرف اس تعلیم کو اتنے زور شور اور اس بلند آہنگی کے ساتھ منسوب کرتے ہوئے انہیں یہ خیال بھی نہ آیا ہو گا۔ کہ جن "حاملین شریعت نبوی" کی وہ خاکپا بنتے اور جن سے "پروانہ خوشنودی" حاصل کرنے کے لئے احمدیوں کے "قتل عام" کا جواز از روئے اسلام ثابت کرنے میں صفحے کے صفحے سیاہ کر رہے ہیں۔ وہ انکی "تازہ بتازہ" خدمات کا کچھ بھی پاس و لحاظ نہ کریں گے۔ اور الٹا ان کے خلاف فتویٰ کفر صادر فرما دینگے۔

ہمیں اس امر سے انکار نہیں۔ کہ "دیوبندی علماء" کو بہتے ہوئے میں انہیں توقع سے بڑھ کر کامیابی ہوئی جسکی بہت بڑی وجہ غالباً وہ "مکلف دعوت" ہو گی۔ جو دیوبندی علماء کو "زمیندار" نے لاہور میں دی۔ کہ آج کل کے علماء کو نہ صرف خوش کرنے بلکہ اپنا ہمنوا بنانے کے لئے "لقمہ" سے بڑھکر اور کوئی مجرب نسخہ نہیں۔ لیکن علم و فضل اور تفقہ فی الدین کے واحد اجارہ دار دیوبندی علماء ہی نہیں۔ بلکہ اور بھی بڑے بڑے "حاملین شریعت نبوی" ہندوستان کی سرزمین میں موجود ہیں۔ جن کے خاص مرکز بریلی اور علی پور ہیں۔

جناب مولوی ظفر علی خان صاحب نے علماء دیوبند کو ڈورے ڈالنے کے بعد کوشش فرمائی۔ کہ کسی طرح علی پور کے "حضرت پیر جماعت علی شاہ" کو بھی اپنے قابو میں لے آئیں۔ چنانچہ چند ہی دن ہوئے آپ "عرس" کے موقعہ پر "علی پور" تشریف لے گئے تھے۔ جس کی حقیقت اب کھلی ہے۔ کہ انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے "بریلی" کا رخ نہ کیا۔ ورنہ وہ ضرور "مجدد مائۃ حاضرہ" کے در دولت پر بھی حاضر ہو کر ناصیہ فرسائی فرماتے۔

اگر جناب مولوی ظفر علی خان صاحب دیوبندیوں سے نیاز مندانہ طور پر مراسم جاری رکھنے کے ساتھ ہی علی پوری اور بریلوی احباب کی خوشنودی مزاج حاصل کر لیتے۔ تو ہم بھی انہیں مبارکباد دیتے۔ کیونکہ یہ جوئے شیر لانے سے بھی زیادہ مشکل امر ہے۔ لیکن اب جبکہ وہ ناکام ہو چکے ہیں۔ ہم اظہار ہمدردی کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ انہوں نے بریلوی علماء کرام کے متعلق اندازہ لگانے میں سخت غلطی کھائی۔ بھلا یہ ممکن ہے۔ کہ دیوبندی جنہیں علماء حرمین طیبین "کافر قرار دے چکے۔ بلکہ "ان کے کفر میں شک کرنیوالوں کو بھی کافر" لکھ چکے ہیں۔ انہیں ان کے کسی کاسہ لیس کو وہ منہ لگاتے۔ کیونکہ بحیثیت اسلام کے "سچے خادم" اور "شریعت نبوی کے حقیقی محافظ" ان کا فرض ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی تشکیک و تعییں اور جلد سے جلد وہ حکم نافذ فرمائیں۔ جو ان کے متعلق شریعت اسلام سے ان کے علم و عقل نے اخذ کیا ہو۔

کہا جاتا ہے۔ ہندوستان کے علماء موقع شناسی اور ادائیگی فرض میں بہت سست واقع ہوئے ہیں۔ ممکن ہے یہ صحیح ہو۔ لیکن بریلوی علماء نے اس خیال کے اس حصہ کی تو نہایت عمدگی کے ساتھ تغلیط فرما دی ہے۔ جو "کفر بازی" سے تعلق رکھتا ہے۔ انہوں نے سب سے پہلی فرصت میں "قضیہ زمین بر سر زمین" کے مطابق لاہور میں اپنا خاص اجتماع کیا۔ اور "اتمام حجت" کا اس قدر اہتمام فرمایا۔ کہ "دفتر زمیندار کے سامنے" اجلاس منعقد کر کے "حضرت رفیع الدرجت عظیم البرکت جانشین اعلیٰ حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب بریلوی نے بالفاظ "زمیندار" (۸ مئی) حسب ذیل شرعی فتویٰ ارشاد فرمایا:۔

"میرا فتویٰ ظفر علی خان کے متعلق یہ ہے۔ کہ وہ کافر ہو گیا اور اس کا کفر اس حد تک پہنچ گیا ہے۔ کہ اس کی زوجہ پر طلاق ہو گئی۔ اور اب اسکو حق حاصل ہے۔ کہ بلا عدت کسی دوسرے سے نکاح کر لے"

یہ فتویٰ پیش کرتے ہوئے جو تقریر کی گئی اسکی نسبت زمیندار لکھتا ہے۔

"اس فتویٰ تکفیر کی تشریح و توضیح میں ایسے ایسے فحش کلمات کہے گئے ہیں۔ کہ کوئی شریف شخص جنکے سننے کی تاب نہیں لا سکتا۔ اور اسی لئے ان کا اعادہ اخبار کے کالموں میں نہیں کیا جاتا"۔

مطلب یہ کہ نہ "شریعت مآب رفیع الدرجات مولانا حامد رضا خان صاحب شریف" تھے۔ جنہوں نے ایسے "فحش کلمات" فرمائے۔ اور نہ تمام حاضرین جلسہ "شریف" تھے۔ جنہوں نے سنے۔ اس کا حقیقی جواب تو بریلوی اور علی پوری خود ہی دیں گے۔ اور "زمیندار" کو "شریف" اور "شرافت" کا سبق اچھی طرح پڑھا دینگے۔ ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں۔ کہ "زمیندار" کو صرف فتویٰ کے اعلان پر اس قدر آپے سے باہر نہیں ہو جانا چاہیئے تھا۔ اور خاص کر اس صورت میں جبکہ بقول اس کے "حاملین شرع متین" کا فرض ہے۔ کہ اسلام میں فتنہ برپا کرنیوالوں کے خلاف نہ صرف شرعی فیصلہ کا اعلان کریں۔ بلکہ اس کا اجرا بھی کریں۔ بریلوی علماء نے جو کچھ کیا۔ اسی فرض کی ادائیگی کیلئے کیا۔ اگر شک ہو۔ تو ان سے دریافت کر لیا جائے۔

587

معلوم ہوتا ہے۔ بریلوی حضرات کے نزدیک مولوی ظفر علی خان صاحب کا کفر انتہائی درجہ تک پہنچا ہوا ہے۔ اسی لئے نہ صرف انہوں نے مولوی صاحب موصوف پر کفر کا فتویٰ دیا۔ اور انکی بیگم صاحبہ کو مطلقہ ٹھہرا کر "بلا عدت کسی دوسرے سے نکاح" کر لینے کا ارشاد فرمایا۔ بلکہ یہ بھی کہا۔ کہ

"جو شخص ظفر علی خان کے کافر ہونے میں شک کریگا۔ وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ اور اس کی بیوی پر بھی طلاق وارد ہو جائے گی"۔

اب سوال یہ ہے۔ ایک ایسا شخص جو "علماء کرام" کے نزدیک اس درجہ کا کافر ہے۔ کہ اسے کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ تو وہ خود ہی بتا دے۔ اسلام میں اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے کا حکم ہے۔ کیا وہ اسلامی احکام کی خود بیان کردہ تشریحات کے رو سے سنگساری کا مستحق نہیں۔ اور اس سزا کے نفاذ پر اسے کیا عذر ہو سکتا ہے۔

"زمیندار" اور خود جناب مولوی ظفر علی خان صاحب بارہا افسوسناک لہجہ میں اس حسرت کا اظہار فرما چکے ہیں۔ کہ کاش ہندوستان میں اسلامی حکومت ہوتی۔ تا ہندوستان میں بھی احمدیوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جاتا۔ جو کابل میں کیا جا رہا ہے۔ لیکن غالباً اب وہ کبھی اس قسم کی خواہش نہیں کرینگے۔ کیونکہ آج اگر ہندوستان میں "اسلامی سلطنت" ہوتی۔ تو انہیں قدر عافیت معلوم ہو جاتی۔ بریلوی علماء کرام صرف یہی کہکر خوش نہ ہو جاتے۔ کہ ان کی بیگم صاحبہ پر طلاق ہو گئی ہے۔ اور اب اسے حق حاصل ہے۔ کہ بلا عدت کسی دوسرے سے نکاح کر لے بلکہ اسکا اجرا بھی فرما دیتے۔ اسکے بعد اگر مولوی صاحب زندہ رہتے تو سنگسار کر کے کیفر کردار کو پہنچا دیے جاتے۔

جناب مولوی ظفر علی خان صاحب کو دعا کرنی چاہیئے کہ ہندوستان میں کبھی "اسلامی حکومت" نہ ہو۔ ورنہ انکی جان و مال عزت و آبرو کی خیر نہیں کیونکہ ایک طرف تو ان پر ڈبل کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے۔ اور دوسری طرف وہ اسلام میں ایسے کافر کی سزا جیسے کہ وہ ہیں سنگساری قرار دے چکے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے حالات زندگی

گزشتہ سے پیوستہ

مولوی عبدالکریم ایک مجتہد اور رشنلسٹ کی حیثیت میں

مولوی عبدالکریم صاحب کو قدرت نے کورانہ تقلید کرنے والا نہیں بنایا تھا۔ بلکہ ان کی فطرت میں مجتہدانہ قابلیت تھی۔ ہر امر پر غور کرتے اور نکتہ چین نگاہ سے موازنہ کرتے۔ اور سچائی کے قبول کرنے میں ہمیشہ دلیر رہتے۔ عیسائی مذہب کے خلاف جب انہوں نے لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ وہ ان حملوں کے جواب میں تھا۔ جو اس وقت عیسائی کرتے تھے۔ اور اس میں زیادہ تر دوسروں کی دل آزاری اور سفیہانہ کئے ہوتے تھے۔ مگر مولوی صاحب نے اپنا طریق ایک سکالر کی طرح رکھا۔ جو موازنہ مذاہب کی علمی تحقیقات کر رہا ہو۔ چنانچہ انہوں نے نہ صرف عیسائی بلکہ ۔ آریہ مذہب کی بھی تحقیقات کی۔ کیونکہ اس عہد میں آریہ مذہب کا چرچا بھی شروع ہو گیا تھا۔ پنجاب میں مذاہب کے درمیان ایک جنگ شروع ہو چکی تھی۔ اور خود مسلمانوں میں بھی ایک مذہبی سول وار شروع ہو چکی تھی۔ مسلمانوں کی خانہ جنگی کا معرکہ وہابیوں اور سنیوں کے درمیان قائم ہوا۔ وہابی تحریک کوئی پولیٹیکل تحریک نہ تھی۔ مگر ان کی بعض غلطیوں کی وجہ سے یہ تحریک سیاسی تحریک سمجھی جانے لگی۔ مولوی عبدالکریم صاحب اسی تحریک میں ایک مجتہدانہ حیثیت سے حصہ لینے لگے تھے۔ اور سیالکوٹ میں بھی مقلدین اور غیر مقلدین کے مباحثات ہوتے تھے۔ عیسائیوں کو مولوی عبدالکریم صاحب سے انتقام لینے کا اچھا خاصہ موقعہ مل گیا۔ عیسائی مشن ان کا جانی دشمن ہو گیا تھا۔ کیونکہ ان کی تقریروں نے مشن کو ناکام کر دیا۔

پادریوں نے مقامی حکام کے کان بھرنے شروع کر دئے اور ان کو بطور ایک باغی حکومت کے پیش کرنے لگے۔ مقامی حکام ایک طرف ان کے خاندان کی وفاداری اور تعلقات کو دیکھتے تھے۔ دوسری طرف پادریوں کی شکایات کو۔ آخر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مولوی عبدالکریم صاحب کو بلایا۔ مولوی صاحب اپنی ایمانی قوت اور بے گناہی کی وجہ سے نہایت دلیر تھے۔ جب صاحب ڈپٹی کمشنر نے ان سے ان شکایات کا ذکر کیا۔ تو مولوی صاحب نے جیب سے قرآن مجید نکال کر کہا۔ کہ اس کتاب کے ماننے والا حکومت کا غدار نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن مجید نے جو احکام ایک فرمانبردار شہری کے متعلق دئے ہیں۔ پڑھ کر سنائے۔ مولوی صاحب کی تقریر کا ایسا اثر ہوا۔ کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہت ہی محظوظ ہوا۔ اور مولوی صاحب سے خواہش کی۔ کہ وہ کبھی کبھی تشریف لایا کریں۔ اور افسوس ظاہر کیا۔ کہ کیوں اب تک سیالکوٹ میں ایسے قابل بزرگ سے نہیں مل سکا۔

غرض پادریوں کے اس حملہ سے مولوی صاحب بچ گئے اور اب ان کی تدریس وتذکیر کا سلسلہ بہت وسیع ہو گیا۔ اور مسلمانوں کی اس مذہبی سول وار میں ان کے تعلقات مہاراجہ جموں وکشمیر کے شاہی طبیب مولوی نورالدین صاحب سے ہو گئے۔ اور یہ وہ تعلق تھا۔ جو آخر مولوی عبدالکریم صاحب کو منزل مقصود پر لے آیا۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب (جو سلسلہ احمدیہ میں خلیفۃ المسیح اول ہوئے) نے اسی جوہر قابل کو پایا۔ اور اس کی تعلیم وتربیت میں نمایاں حصہ لیا۔ مولوی نورالدین صاحب کی صحبت نے ان پر اجتہاد وتحقیق کے دروازوں کو کھولدیا اور مولوی عبدالکریم صاحب اسلامی ہند کی سب سے بڑی تعلیمی تحریک علیگڈھ سکول آف تھاٹس کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے علیگڑھ میں جا کر اسے مطالعہ کیا۔

یورپ کے فلاسفروں اور سائنس دانوں کے ان اعتراضات کو وہ دیکھتے تھے۔ جو اسلام پر نئی روشنی میں کئے جاتے تھے۔ اور ان کے جوابات کے لئے ان کی روح میں ایک بیقراری تھی۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ سرسید احمد خان بالمقابل ان اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی کوششوں نے مولوی صاحب کی قدردان طبیعت کو اپنی طرف کھینچا۔ یہ کشش قرآن مجید اور اسلام کی محبت کے جذبات کا نتیجہ تھی۔ اسی محبت اور شیفتگی میں یہ رنگ ان پر چڑھنے لگا۔ کہ خداتعالے نے ان کو اس حقیقی چشمہ کی طرف متوجہ کر دیا۔ جس کی تلاش ان کے قلب میں تھی۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت اور بعثت کی طرف وہ متوجہ ہو گئے۔ اور یہی وہ آخری مقام تھا۔ جہاں انہوں نے پہنچنا تھا۔ پھر اس محبت واخلاص میں انہوں نے جو ترقی کی۔ اس کی شہادت خداتعالے کے کلام نے دی۔ جو حضرت مسیح موعود پر نازل ہوا۔ کہ ان کو مسلمانوں کا لیڈر کہا گیا۔ مولوی صاحب ۱۸۹۳ء سے مستقل طور پر حضرت مسیح موعود کی صحبت میں آ کر بیٹھے۔ اور پھر مر کر اٹھے۔ وہ جماعت میں ایک مشہور مقرر اور واعظ اور مصنف کی ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

سرسید کی تعلیمات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے جس نتیجہ پر وہ پہنچے۔ بہت مناسب ہوگا۔ کہ میں ان کے ہی الفاظ میں یہاں درج کر دوں۔

"سرسید احمد خان صاحب نے جو کچھ دعا اور وحی اور الہام ورویا وحقیقت کتاب اللہ کے متعلق لکھا ہے۔ بالکل سطحی اور یورپ کے خشک فلسفیوں کے نقش قدم کی پیروی کی یا انہیں کی تالیفات کے بالفاظ ترجمے ہیں۔ انہوں نے ان منز ورمیٹریلسٹوں اور فلسفیوں کے تیروں سے ڈر کر اپنی ان پھونس کی ٹٹیوں میں پناہ لی۔ مگر اسکا نتیجہ سخت قابل افسوس ہوا۔

اسلام میں اور دیگر مذاہب میں اور رؤیا۔ وحی۔ الہام دعا اور قبول دعا اور قرآن کریم کا لفظاً ومعناً معجزہ ہونے کی بحثوں میں سید صاحب نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ محض سطحی اور الٰہیات میں مطلقاً دسترس نہ رکھنے والے شخص تھے۔ اور آخر کار مرسل اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے ہی اسلام کو دانا دشمنوں اور نادان دوستوں کی تردیدوں اور تائیدوں سے پاک اور مستغنی کر دکھایا۔ اور آپ کے اعمال واقوال نے ایک زمانہ پر آشکارا کر دیا۔ کہ حقیقتہً یہ وہی شخص ہے۔ جس کے لئے جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا سلام امانت رکھا تھا۔ میرے دل میں ہر وقت یہ تڑپ رہتی ہے۔ کہ وہ ذوق اور بصیرت امور دین میں جو اس برگزیدہ خدا کی فیضان صحبت سے مجھے حاصل ہوئی ہے۔ خشک فلسفہ یا نیچریت کے دلدادہ اور زہد مرگی اور تقشف عادی کے خوگر وہ بھی اس کی طرف توجہ کریں۔ اور محظوظ ہوں۔ میں نے ۲۲ برس تک سید صاحب کی تصانیف کو پڑھا۔ اور شوق سے پڑھا۔ اور خداتعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ سید صاحب کے ہم آواز ہونے کے ایام میں منافق یا مقلد نہ تھا۔ میرے احباب خوب جانتے ہیں۔ کہ اخلاص و سرگرمی سے ان خیالات کی تائید کرتا۔ اور علام السر والعلن گواہ ہے۔ کہ اس وقت بھی نیت نیک اور رضائے حق مطلوب تھی۔ مارچ ۱۸۸۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے شرف صحبت حاصل کیا۔ ۱۸۹۱ء میں آپکی پاک صحبت میں مستقل طور پر رہنے کی توفیق ملی اور ۱۸۹۳ء کے آغاز میں آپکے وہ علوم وحقائق منکشف ہوئے۔ کہ میرے سینہ کو لوث اغیار سے دھو ڈالا۔ میں اپنے ذاتی تجربہ اور بصیرت سے کہتا ہوں۔ کہ سید صاحب مرحوم کے مذہبی خیالات خدائے ذوالعجائب کے پانے کی راہ میں خطرناک روک ہیں۔

یہ وہ اعلان ہے۔ جو مولوی صاحب نے اپنے سولہ سالہ تجربہ کی بنا پر کیا۔

مولوی عبدالکریم صاحب جب اس سلسلہ میں آئے تو

ان کے خیالات پر نیچریت کا غلبہ تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت اور سیرۃ نے آپ کو اس مقام پر پہنچا دیا۔

مولوی عبدالکریم صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے پرائیویٹ سکرٹری کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ اور نمازوں میں امام ہوتے تھے۔ انکی مختصر سیرت بھی بہت کچھ لکھوانا چاہتی ہے۔ مگر اس مختصر میں گنجائش نہیں۔

وفات

مولوی صاحب کی وفات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ الہام خبر دی گئی تھی۔ کہ ۴۷ سال کی عمر میں ہوگی۔ چنانچہ اگست ۱۹۰۵ء کے آخر میں کاربنکل سے بیمار ہوئے۔ اور آخر اس بیماری سے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے طفیل شفا دی۔

لیکن جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا تھا۔ کہ قضاء کے تیر ٹلتے نہیں اور آخر وہ وقت آگیا۔ اور ذات الجنب سے انہوں نے وفات پائی۔ مولوی صاحب نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ایک سیرت مسیح موعودؑ کے نام سے شائع ہو چکی ہے ؞

صیغہ دعوۃ و تبلیغ کی ہفتہ وار رپورٹ

صیغہ دعوۃ و تبلیغ نے اطلاع دی ہے۔ کہ وہ ہفتہ وار رپورٹ اپنے صیغہ کے متعلق اخبار میں شائع کرنیکے لئے معلومات بہم پہنچایا کریگا چنانچہ ہفتہ مختتمہ ۳۰ مئی کی اطلاع پہنچ چکی ہے جسکا ضروری مفاد درج ذیل کیا جاتا ہے اگر دیگر صیغہ جات بھی اسیطرح معلومات بہم پہنچا دیں جسکے متعلق کئی بار درخواست کی جا چکی ہے۔ تو کار دبار سلسلہ کے متعلق مفصل رپورٹ ہفتہ وار شائع کیجا سکے

صیغہ دعوۃ و تبلیغ کے ماتحت اسوقت تک ایک سو سات تبلیغی سکرٹری مقرر ہو چکے ہیں جن میں ہفتہ زیر رپورٹ میں سات کا اضافہ ہوا۔ جو حسب ذیل مقامات میں مقرر ہوئے۔ (۱) ترگڑی ضلع گجرانوالہ۔ (۲) ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور۔ (۳) سہارنپور۔ (۴) کوہاٹ (۵) سیلی (۶) نوزنگ (۷) ناروال ؞

جماعت احمدیہ شالہ کے چھ آدمیوں نے صیغہ دعوۃ و تبلیغ کی مطبوعہ ہدایات کے ماتحت تبلیغ کی۔ سعد اللہ پور ضلع گجرات کی جماعت ارد گرد کے [illegible] گاؤں میں تبلیغ کر رہی ہے۔ جماعت کرچی کے چھ دوستوں نے تبلیغ میں زیادہ حصہ لیا۔ پنڈی بھٹیاں کی جماعت میں ایک احمدی کا اضافہ ہوا۔ جماعت لاہور باقاعدہ تبلیغ کرنے کا انتظام کر رہی ہے

اس ہفتہ میں حسب مذکورہ بالا پانچ جماعتوں کی طرف سے تبلیغی اطلاع دی گئی اس ہفتہ میں مرکزی مبلغین کے جو دورہ اور مباحثات ہوئے انکا ذکر علیحدہ اخبار میں درج کیا جا چکا ہے علاقہ ارتداد کے اضلاع آگرہ۔ فرخ آباد۔ اور مین پوری میں مبلغ کام کر رہے ہیں ؞

اشتہار بموجب زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ بنام مدعا علیہ

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

خاندان شکریہ دوپتھند گینڈ راس بذریعہ گنیشداس ولد گاہنرام ذات دوعہ سکنہ گگی نو تحصیل شورکوٹ مدعی۔ جوہری رام مدعا علیہ

دعوٰی مالیعہ

اشتہار بنام جوہری رام ولد منگیا رام ذات مدرن سکنہ گگی نو تحصیل شورکوٹ مدعا علیہ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ تم دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ اسواسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے نام جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۱۵/۶/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہوکر پیروی مقدمہ کی کرو۔ ورنہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی ؞

مہر عدالت　　　دستخط حاکم

اشتہار بموجب زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ بنام مدعا علیہ

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

رام لعل ولد رام رتن چھرہ سکنہ جھنگ مدعی
بنام ہدایت مدعی علیہ۔

دعوٰی ۳۹۰

اشتہار بنام ہدایت ولد مراد۔ ذات جبہ سکنہ نوشہرہ۔ متصل بھورنہ ڈاکخانہ بھورنہ تحصیل جھنگ

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ تم دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ اسواسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے نام جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۱۸/۶/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہوکر پیروی مقدمہ کی کرو۔ ورنہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی ؞

مہر عدالت

ممالک غیر کی خبریں

. ایک برطانی ہائیکل کے سوار نے ۲۴ گھنٹوں میں ۱۹۶۰ میل کی مسافت طے کی۔ اور اس طرح آج تک کے اپنے تمام ہم پیشہ مشاہیر پر سبقت لے گیا ؛

—— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ملک معظم نے فلسطین کے منصب ہائی کمشنر و کمانڈر انچیف کے لئے لارڈ پلومر کا تقرر منظور فرما لیا ہے۔ آپ سر ہربرٹ سیموئیل کی جگہ مقرر ہوئے ہیں۔ جن کی میعاد ملازمت یکم جون کو ختم ہو جائے گی ؛

—— امریکہ کے ایک شہر کی میونسپلٹی کے تمام عہدوں پر عورتوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے۔ کہ انتخابات عہدیداران میں مرد ایک بھی کسی عہدے پر منتخب نہیں ہو سکا ؛

—— امیر علی نے اعلان کیا ہے۔ کہ جب تک ابن سعود مکہ معظمہ کو چھوڑ نہ دیں۔ اور حجاز کے علاقہ کو خالی نہ کر دیں۔ وہ جنگ کو ملتوی کرنے پر راضی نہیں ہیں۔ صاحب موصوف نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ آخری دم تک حجاز کو فتح کرنے کی کوشش کریں گے یہاں تک کہ یا تو حجاز فتح ہو جائے۔ اور یا ان کا خاتمہ ہو جائے۔

—— گلاسکو میں جو ایک ہندوستانی لباطی نور محمد نامی کے قتل کے سلسلہ میں ۱۰ آدمی گرفتار کئے گئے تھے۔ ان میں سے چھ کو چھوڑ دیا گیا ؛

—— صوفیہ۔ عدالت نے تھیٹر کے حادثہ کے سلسلہ میں تین آدمیوں کو سزائے موت کا حکم دیا ہے ؛

—— اوساکا (جاپان) ۲۳ مئی۔ آج صبح یہاں ایک شدید زلزلہ آیا۔ جو تین منٹ تک جاری رہا۔ سب سے زیادہ جس علاقے کو نقصان پہنچا۔ وہ تجیما اور جاپان کے ساحل سمندر سے متصل کا علاقہ ہے۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ قصبہ ٹویوکا میں دو سو مکان گر کر تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ اوساکا اور زلزلہ زدہ علاقہ کے مابین ہر قسم کے ذرائع آمد و رفت و وسائل حمل و نقل منقطع ہو گئے ہیں مختلف موصول شدہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ریلوے کے پلوں، سرنگوں اور سٹیشنوں وغیرہ کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ اکثر مقامات پر زلزلہ ستمبر ۱۹۲۳ء کے زلزلہ کے برابر شدید اور ہیبتناک تھا۔ بالخصوص ٹویوکا کے اور گرد قصبہ ٹویوکا کی آبادی دس ہزار ہے۔ یہاں کا سٹیشن بالکل منہدم اور تقریباً نصف شہر نذر آتش ہو گیا ہے کینوسکی جو اپنی گرم چشموں کا مرکز ہونے کے طور پر مشہور ہے۔ بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ جو رقبہ زلزلہ کی زد میں آیا ہے۔ وہ ۲۵۰۰ مربع میل سے زیادہ نہیں ہے۔ جملہ جانی نقصانات کا اندازہ (۱۵۰۰) ہے۔ اور املاک کا نقصان تخمیناً ۲ کروڑ ین ہیں۔ (ین مساوی ۲/۱ ہے) ٹویوکا اور کینوسکی میں آگ فرد ہو گئی ہے۔ مگر ہر دو مقامات صرف کھنڈرات کا ڈھیر ہیں ؛

—— لنڈن ۲۲ مئی۔ فیلڈ مارشل جان ڈینٹی پنکسون فریج رحلت کر گئے ہیں۔ آپ کا انتقال بروز جمعہ ہوا۔ آپ ۲۸ ستمبر ۱۸۵۲ء میں پیدا ہوئے تھے ؛

—— لنڈن ۱۲ مئی۔ ۸۰ کے مقابلہ میں ۸۷ کی قلت رائے سے ہوس آف لارڈز میں لارڈوں کی بیویوں کو بطور ممبر بیٹھنے دینے کی تجویز گر گئی ؛

—— قسطنطنیہ ۴ مئی۔ باسفورس میں ایک شدید طوفان آیا۔ جس کی وجہ سے ۴۴ مسافر اور جہازی جو ساحلی تجارت کرنے والے ترکی جہاز ہرقلیہ زامی میں تھے۔ دہانہ باسفورس میں غرق ہو گئے۔ جہاز میں کوئلہ بھرا ہوا تھا۔ یہ بھی غرق ہوا۔ طوفان اس قدر سخت تھا۔ کہ اس نے سلسلہ تار برقی کو سخت نقصان پہنچایا۔ انگورہ کے سلسلہ تار برقی میں خلل پڑ گیا ہے ؛

—— قاہرہ ۲۵ مئی۔ سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ حکومت مصر نے مذہبی پیشواؤں سے باہم مشاورت کے بعد اعلان کیا ہے۔ کہ امسال حاجیوں کا حج کے لئے جانا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ اگر کوئی جانا چاہے۔ تو اپنی ذمہ داری پر جا سکتا ہے۔ واپسی کا کرایہ جمع کرنا پڑیگا ؛

—— لنڈن ۲۵ مئی۔ ٹائمز کا نامہ نگار زیل برلن رقمطراز ہے کہ بولشویکوں کا ایک ہوائی بیڑہ ۱۰ جون کو ماسکو کی طرف سے پیکن جائے گا ؛

—— پیرس ۲۵ مئی۔ مارٹنی میں میونسپل انتخاب کے وقت لوگوں میں فساد ہو گیا۔ مفسدوں نے پولیس پر حملہ کر دیا۔ بہت سے آدمی قتل کر دئے گئے جن میں تین کونسلر بھی شامل ہیں۔ اور بہت سے آدمی زخمی ہوئے ؛

—— پیرس ۲۵ مئی۔ رباط سے ایک پیغام موصول ہوا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ فرانسیسیوں نے جبل ناؤنات میں چھ چوکیوں کو خالی کر دیا ہے ؛

ہندوستان کی خبریں

—— شنگھائی (چین) سے بھی ایک سیٹھ بی ہیر گوردوارہ گنگ سر (جیتو) کو جانے کے لئے روانہ ہوا تھا۔ جسے ہانگ کانگ بندرگاہ سے جہاز پر سوار ہونے سے پولیس نے روک لیا ہے ؛

—— آج کل ولایتی کپڑا بافراط ہو رہا ہے۔ اور جو ذخیرہ پہلے کا جمع ہے۔ وہ بھی فروخت نہیں ہوتا۔ ان حالات میں مانڈوی چیمبر آف کامرس یہ فیصلہ کرنے والی ہے۔ کہ چار ماہ تک کپڑے کے کوئی معاہدے نہ کئے جاویں ؛

—— بمبئی کے اخبار بمبئی کرانیکل میں اس کے ایک نامہ نگار کی اس تجویز پر اظہار طمانیت کیا گیا ہے۔ کہ رشی دیانند اور سوامی ووکیانند کی یاد میں انکے بت کھڑے کئے جائیں۔ ہمعصر ٹریبیون لاہور بھی اس تجویز کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور بڑے زور سے تجویز کی تائید کرتا ہے۔ آریہ سماج کو یہ بت گری مبارک ہو ؛

—— ہندوستان کے اکثر علاقہ جات سے اطلاعیں موصول ہو رہی ہیں۔ کہ فوجی بھرتی کا کام شروع ہو گیا ہے سرکاری افسران بھرتی کیلئے اضلاع کا دورہ کر رہے ہیں۔ گذشتہ اماوس کے میلہ پر بھی چند کس سکھوں کی بھرتی کی اطلاع موصول ہوئی ہے ؛ (ملاپ)

—— لالہ راجپت رائے پنجاب ہندو کانفرنس کے جو بمقام امرتسر منعقد کی جانے والی ہے۔ صدر منتخب کئے گئے ہیں ؛

—— کلکتہ ۵ مئی۔ آغا مرزا محمد اصفہانی صاحب سفیر ایران (کلکتہ) پر فالج کا سخت دورہ ہوا تھا۔ جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے ؛

—— بزم صوفیہ کا ایک خاص جلسہ بصدارت مولانا مولوی سلامت اللہ صاحب فرنگی محل میں منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل تجویز پاس کی گئی :

بزم صوفیہ کا یہ جلسہ خاص متفقہ طور پر تجویز کرتا ہے۔ کہ حجازی وفد جو عنقریب بمبئی پہنچ رہا ہے۔ اسکا خیر مقدم کیا جائے۔ اور صلح و آشتی کے مقاصد میں جو وہ پیش کرینگے ان پر غور و فکر و احتیاط سے اپنی رائے قائم کیجائے ؛

—— مدراس ۲۴ مئی۔ انسپکٹر جنرل پولیس مدراس نے آج اس سنگ مرمر کے مینار کی نقاب کشائی کی رسم ادا کی۔ جو ان مقتول سپاہیوں کی یادگار میں تیار کیا گیا ہے۔ جو بغاوت موپلہ کے زمانہ میں مارے گئے تھے ؛

—— مہارانی ٹراونکور نے عام فرمان شائع کیا ہے۔ کہ ریاست میں جس قدر مندر حکومت کے ہیں۔ وہاں کسی جانور کی قربانی نہیں کی جائے گی۔ مہارانی صاحبہ نے اس فرمان کو بطور آزمائش جاری کیا ہے۔ آپ دیکھنا چاہتی ہیں۔ کہ اگر حکومت کے مندروں میں جانور ذبح نہ کئے گئے۔ تو پھر جانوروں کی قربانی ریاست کے تمام مندروں میں ممنوع قرار دی جائے گی ؛

—— آئندہ ماہ ستمبر میں ہندوستانی افسروں اور سپاہیوں کے بچوں کی فوجی تعلیم کے لئے جہلم اور جالندھر میں دو فوجی سکول موسومہ کنگ جارج رائل انڈین ملٹری سکول کھولے جائیں گے ؛